012000
ماہنامہ
نشانِ منزل
کوئٹہ
شمارہ 2
مارچ ۲۰۲۴ء
مدیر: ڈاکٹر فرحان صدیقی

ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا

اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور خطوط کا خصوصی نمبر

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا ہے۔ مدیر ڈاکٹر فرحان صدیقی کے مطابق یہ شمارہ اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور قارئین کے خطوط پر مشتمل ہے۔ اداریے میں مدیر نے لکھا ہے کہ ادب کا کام سوال اٹھانا ہے، جواب دینا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو رسالہ قاری کو صرف تسلی دے، وہ اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔ اداریے کا عنوان ہے: ’’سوال جو جواب سے بڑا ہے‘‘۔

شمارے کا پہلا طویل مضمون ’’بلوچستان کے ریگزاروں میں ہجرت کی روایت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کے مارچ ۲۰۲۴ء کے شمارے کا سرورق

ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا

اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور خطوط کا خصوصی نمبر

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا ہے۔ مدیر ڈاکٹر فرحان صدیقی کے مطابق یہ شمارہ اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور قارئین کے خطوط پر مشتمل ہے۔ اداریے میں مدیر نے لکھا ہے کہ ادب کا کام سوال اٹھانا ہے، جواب دینا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو رسالہ قاری کو صرف تسلی دے، وہ اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔ اداریے کا عنوان ہے: ’’سوال جو جواب سے بڑا ہے‘‘۔

شمارے کا پہلا طویل مضمون ’’بلوچستان کے ریگزاروں میں ہجرت کی روایت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

4
ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ
2024-3-27

ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ

کوئٹہ کے محققین کی مشترکہ تحقیق میں 2010ء سے 2020ء تک کے اعداد و شمار کا تجزیہ

نامہ نگار خصوصی

کوئٹہ: ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لینے والی ایک مشترکہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ 2010ء سے 2020ء کے دوران ساحلی پانی کے درجۂ حرارت میں اوسطاً 1.4 ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں کئی روایتی مچھلیوں کی پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ تحقیق کے نتائج جمعرات کو ایک پریس بریفنگ میں پیش کیے گئے۔

تحقیق کا کام ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کی قیادت میں کوئٹہ کے محققین کی ایک ٹیم نے سرانجام دیا۔ ٹیم نے ساحلی شہروں کے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر فرحان صدیقی نے بریفنگ میں کہا کہ ’’ہم نے دیکھا کہ جن علاقوں میں پانی کا درجۂ حرارت سب سے زیادہ بڑھا، وہاں سیپ اور جھینگے کی پیداوار تقریباً آدھی رہ گئی۔ یہ صرف اعداد نہیں بلکہ ان لوگوں کی روزی روٹی ہے جن کی پوری زندگی سمندر پر انحصار کرتی ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ٹیم نے ہر علاقے میں کم از کم 25 ماہی گیروں سے براہِ راست گفتگو کی۔

ڈاکٹر نسرین بلوچ نے کہا کہ ’’ماہی گیروں کو اب ہر سال پہلے سے زیادہ دور سمندر میں جانا پڑتا ہے، ایندھن کا خرچ بڑھ گیا ہے اور منافع کم ہو گیا ہے۔ کئی نوجوان اس پیشے کو چھوڑ کر شہروں میں مزدوری کر رہے ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو آئندہ دس برسوں میں ساحلی معیشت کا ڈھانچا مکمل طور پر بدل جائے گا۔

تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مینگرو کے جنگلات، جو ساحل کو طوفانوں سے بچاتے ہیں، 2010ء سے اب تک تقریباً 18 فیصد کم ہو چکے ہیں۔ ان جنگلات کی کٹائی کی بڑی وجہ ایندھن کے لیے لکڑی کا حصول اور نئی آبادکاری ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ اگر مینگرو کے جنگلات کو بچایا نہ گیا تو ساحلی شہروں کو سمندری طوفانوں کا خطرہ کئی گنا بڑھ جائے گا۔

ماہی گیروں کی تنظیم ’’ساحلی ماہی گیر اتحاد‘‘ کے صدر حاجی عبدالرحیم مینگل نے تحقیق کا خیرمقدم کیا اور کہا کہ ’’ہمیں برسوں سے یہ شکایت تھی کہ ہمارا پانی بدل رہا ہے، اب ہمارے پاس ثبوت ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ماہی گیروں کے لیے متبادل روزگار کے منصوبے شروع کرے، کیونکہ صرف شکایت کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

محکمۂ ماہی پروری بلوچستان کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر شاہد رفیق خٹک نے کہا کہ محکمہ اس تحقیق کا جائزہ لے رہا ہے اور جلد ہی ایک مشاورتی اجلاس بلایا جائے گا جس میں ماہی گیروں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ’’ہم کوشش کریں گے کہ ایندھن پر سبسڈی کے بجائے ماہی گیروں کو شمسی توانائی سے چلنے والی کشتیاں فراہم کی جائیں، تاہم اس کے لیے وسائل درکار ہیں۔‘‘

ڈاکٹر فرحان صدیقی نے بریفنگ میں کہا کہ ’’ہم نے دیکھا کہ جن علاقوں میں پانی کا درجۂ حرارت سب سے زیادہ بڑھا، وہاں سیپ اور جھینگے کی پیداوار تقریباً آدھی رہ گئی۔ یہ صرف اعداد نہیں بلکہ ان لوگوں کی روزی روٹی ہے جن کی پوری زندگی سمندر پر انحصار کرتی ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ٹیم نے ہر علاقے میں کم از کم 25 ماہی گیروں سے براہِ راست گفتگو کی۔

ڈاکٹر نسرین بلوچ نے کہا کہ ’’ماہی گیروں کو اب ہر سال پہلے سے زیادہ دور سمندر میں جانا پڑتا ہے، ایندھن کا خرچ بڑھ گیا ہے اور منافع کم ہو گیا ہے۔ کئی نوجوان اس پیشے کو چھوڑ کر شہروں میں مزدوری کر رہے ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو آئندہ دس برسوں میں ساحلی معیشت کا ڈھانچا مکمل طور پر بدل جائے گا۔

تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مینگرو کے جنگلات، جو ساحل کو طوفانوں سے بچاتے ہیں، 2010ء سے اب تک تقریباً 18 فیصد کم ہو چکے ہیں۔ ان جنگلات کی کٹائی کی بڑی وجہ ایندھن کے لیے لکڑی کا حصول اور نئی آبادکاری ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ اگر مینگرو کے جنگلات کو بچایا نہ گیا تو ساحلی شہروں کو سمندری طوفانوں کا خطرہ کئی گنا بڑھ جائے گا۔

ماہی گیروں کی تنظیم ’’ساحلی ماہی گیر اتحاد‘‘ کے صدر حاجی عبدالرحیم مینگل نے تحقیق کا خیرمقدم کیا اور کہا کہ ’’ہمیں برسوں سے یہ شکایت تھی کہ ہمارا پانی بدل رہا ہے، اب ہمارے پاس ثبوت ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ماہی گیروں کے لیے متبادل روزگار کے منصوبے شروع کرے، کیونکہ صرف شکایت کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

محکمۂ ماہی پروری بلوچستان کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر شاہد رفیق خٹک نے کہا کہ محکمہ اس تحقیق کا جائزہ لے رہا ہے اور جلد ہی ایک مشاورتی اجلاس بلایا جائے گا جس میں ماہی گیروں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ’’ہم کوشش کریں گے کہ ایندھن پر سبسڈی کے بجائے ماہی گیروں کو شمسی توانائی سے چلنے والی کشتیاں فراہم کی جائیں، تاہم اس کے لیے وسائل درکار ہیں۔‘‘

ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ

کوئٹہ کے محققین کی مشترکہ تحقیق میں 2010ء سے 2020ء تک کے اعداد و شمار کا تجزیہ

نامہ نگار خصوصی

کوئٹہ: ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لینے والی ایک مشترکہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ 2010ء سے 2020ء کے دوران ساحلی پانی کے درجۂ حرارت میں اوسطاً 1.4 ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں کئی روایتی مچھلیوں کی پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ تحقیق کے نتائج جمعرات کو ایک پریس بریفنگ میں پیش کیے گئے۔

تحقیق کا کام ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کی قیادت میں کوئٹہ کے محققین کی ایک ٹیم نے سرانجام دیا۔ ٹیم نے ساحلی شہروں کے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر فرحان صدیقی نے بریفنگ میں کہا کہ ’’ہم نے دیکھا کہ جن علاقوں میں پانی کا درجۂ حرارت سب سے زیادہ بڑھا، وہاں سیپ اور جھینگے کی پیداوار تقریباً آدھی رہ گئی۔ یہ صرف اعداد نہیں بلکہ ان لوگوں کی روزی روٹی ہے جن کی پوری زندگی سمندر پر انحصار کرتی ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ٹیم نے ہر علاقے میں کم از کم 25 ماہی گیروں سے براہِ راست گفتگو کی۔

ڈاکٹر نسرین بلوچ نے کہا کہ ’’ماہی گیروں کو اب ہر سال پہلے سے زیادہ دور سمندر میں جانا پڑتا ہے، ایندھن کا خرچ بڑھ گیا ہے اور منافع کم ہو گیا ہے۔ کئی نوجوان اس پیشے کو چھوڑ کر شہروں میں مزدوری کر رہے ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو آئندہ دس برسوں میں ساحلی معیشت کا ڈھانچا مکمل طور پر بدل جائے گا۔

تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مینگرو کے جنگلات، جو ساحل کو طوفانوں سے بچاتے ہیں، 2010ء سے اب تک تقریباً 18 فیصد کم ہو چکے ہیں۔ ان جنگلات کی کٹائی کی بڑی وجہ ایندھن کے لیے لکڑی کا حصول اور نئی آبادکاری ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ اگر مینگرو کے جنگلات کو بچایا نہ گیا تو ساحلی شہروں کو سمندری طوفانوں کا خطرہ کئی گنا بڑھ جائے گا۔

ماہی گیروں کی تنظیم ’’ساحلی ماہی گیر اتحاد‘‘ کے صدر حاجی عبدالرحیم مینگل نے تحقیق کا خیرمقدم کیا اور کہا کہ ’’ہمیں برسوں سے یہ شکایت تھی کہ ہمارا پانی بدل رہا ہے، اب ہمارے پاس ثبوت ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ماہی گیروں کے لیے متبادل روزگار کے منصوبے شروع کرے، کیونکہ صرف شکایت کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

محکمۂ ماہی پروری بلوچستان کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر شاہد رفیق خٹک نے کہا کہ محکمہ اس تحقیق کا جائزہ لے رہا ہے اور جلد ہی ایک مشاورتی اجلاس بلایا جائے گا جس میں ماہی گیروں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ’’ہم کوشش کریں گے کہ ایندھن پر سبسڈی کے بجائے ماہی گیروں کو شمسی توانائی سے چلنے والی کشتیاں فراہم کی جائیں، تاہم اس کے لیے وسائل درکار ہیں۔‘‘

ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ

کوئٹہ کے محققین کی مشترکہ تحقیق میں 2010ء سے 2020ء تک کے اعداد و شمار کا تجزیہ

نامہ نگار خصوصی

کوئٹہ: ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت پر ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لینے والی ایک مشترکہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ 2010ء سے 2020ء کے دوران ساحلی پانی کے درجۂ حرارت میں اوسطاً 1.4 ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں کئی روایتی مچھلیوں کی پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ تحقیق کے نتائج جمعرات کو ایک پریس بریفنگ میں پیش کیے گئے۔

تحقیق کا کام ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کی قیادت میں کوئٹہ کے محققین کی ایک ٹیم نے سرانجام دیا۔ ٹیم نے ساحلی شہروں کے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر فرحان صدیقی نے بریفنگ میں کہا کہ ’’ہم نے دیکھا کہ جن علاقوں میں پانی کا درجۂ حرارت سب سے زیادہ بڑھا، وہاں سیپ اور جھینگے کی پیداوار تقریباً آدھی رہ گئی۔ یہ صرف اعداد نہیں بلکہ ان لوگوں کی روزی روٹی ہے جن کی پوری زندگی سمندر پر انحصار کرتی ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ٹیم نے ہر علاقے میں کم از کم 25 ماہی گیروں سے براہِ راست گفتگو کی۔

ڈاکٹر نسرین بلوچ نے کہا کہ ’’ماہی گیروں کو اب ہر سال پہلے سے زیادہ دور سمندر میں جانا پڑتا ہے، ایندھن کا خرچ بڑھ گیا ہے اور منافع کم ہو گیا ہے۔ کئی نوجوان اس پیشے کو چھوڑ کر شہروں میں مزدوری کر رہے ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو آئندہ دس برسوں میں ساحلی معیشت کا ڈھانچا مکمل طور پر بدل جائے گا۔

تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مینگرو کے جنگلات، جو ساحل کو طوفانوں سے بچاتے ہیں، 2010ء سے اب تک تقریباً 18 فیصد کم ہو چکے ہیں۔ ان جنگلات کی کٹائی کی بڑی وجہ ایندھن کے لیے لکڑی کا حصول اور نئی آبادکاری ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ اگر مینگرو کے جنگلات کو بچایا نہ گیا تو ساحلی شہروں کو سمندری طوفانوں کا خطرہ کئی گنا بڑھ جائے گا۔

ماہی گیروں کی تنظیم ’’ساحلی ماہی گیر اتحاد‘‘ کے صدر حاجی عبدالرحیم مینگل نے تحقیق کا خیرمقدم کیا اور کہا کہ ’’ہمیں برسوں سے یہ شکایت تھی کہ ہمارا پانی بدل رہا ہے، اب ہمارے پاس ثبوت ہے۔‘‘ تاہم انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت ماہی گیروں کے لیے متبادل روزگار کے منصوبے شروع کرے، کیونکہ صرف شکایت کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

محکمۂ ماہی پروری بلوچستان کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر شاہد رفیق خٹک نے کہا کہ محکمہ اس تحقیق کا جائزہ لے رہا ہے اور جلد ہی ایک مشاورتی اجلاس بلایا جائے گا جس میں ماہی گیروں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ’’ہم کوشش کریں گے کہ ایندھن پر سبسڈی کے بجائے ماہی گیروں کو شمسی توانائی سے چلنے والی کشتیاں فراہم کی جائیں، تاہم اس کے لیے وسائل درکار ہیں۔‘‘

ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا

اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور خطوط کا خصوصی نمبر

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) ماہنامہ نشانِ منزل کوئٹہ کا مارچ ۲۰۲۴ء کا شمارہ شائع ہو گیا ہے۔ مدیر ڈاکٹر فرحان صدیقی کے مطابق یہ شمارہ اداریہ، تین طویل مضامین، بارہ افسانے اور قارئین کے خطوط پر مشتمل ہے۔ اداریے میں مدیر نے لکھا ہے کہ ادب کا کام سوال اٹھانا ہے، جواب دینا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو رسالہ قاری کو صرف تسلی دے، وہ اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔ اداریے کا عنوان ہے: ’’سوال جو جواب سے بڑا ہے‘‘۔

شمارے کا پہلا طویل مضمون ’’بلوچستان کے ریگزاروں میں ہجرت کی روایت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا طویل مضمون ’’ساحلی شہروں میں ماہی گیری کی معیشت‘‘ ہے، جو ڈاکٹر فرحان صدیقی اور ڈاکٹر نسرین بلوچ کا مشترکہ تحقیقی کام ہے۔ مضمون میں 1947ء، 1965ء اور 1971ء کے بعد بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہونے والی نقل مکانی کے اسباب، راستوں اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنفین کے مطابق انہوں نے 312 خاندانوں کے انٹرویوز کیے اور زبانی تاریخ کے ساتھ ساتھ سرکاری ریکارڈ سے بھی مدد لی۔ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کرنے والے بیشتر خاندان آج بھی اپنی پرانی بستیوں کے نام، شادی بیاہ کے گیت اور کھانے یاد رکھے ہوئے ہیں۔